****

مجددِ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز
کی تعلیمات و افکار کا ایک مختصر جائزہ

امام احمد رضا
اور
اُن کی تعلیمات

از

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

ناشر

المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ، یو پی۔ انڈیا

[۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء]

****

تفصیلات

کتاب : امام احمد رضا اور اُن کی تعلیمات

موضوع : فروغِ سنت اور اصلاحِ ملت

تالیف : مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

مدیر : دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو، یوپی، انڈیا۔

رکن : المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

nomaniqadri@gmail.com

نظر ثانی : ابو رِفقہ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

طبع اوّل : ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷ء (بارہ سو) [مالیگاؤں]

طبع دوم : ۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء (گیارہ سو) [بھیونڈی]

طبع سوم : ۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء (بائیس سو) [مبارکپور]

صفحات : چالیس (۴۰)

ناشر : المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور (276404) اعظم گڑھ

ملنے پتے : (۱) نعمانی بک ڈپو، مچھلی منڈی، چریاکوٹ، مئو (276129) یوپی.

(۲) کمال بک ڈپو، مدرسہ شمس العلوم، گھوسی، مئو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عکس حیات: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ العزیز چودہویں صدی کے مجدد اور امام تھے ۱۰؍شوال ۱۲۷۲ھ/ ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یوپی) میں پیدا ہوئے، اور ۲۵؍صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ ارسٹھ (۶۸) سالہ مختصر عمر میں آپ نے احیاوتجدید دین کے جو کارہائے نمایاں انجام دیے، دنیائے علم وادب انگشت بدنداں ہے۔

کون سا علم ہے جس پر امام احمد رضا نے قلم نہیں اٹھایا، تفسیر وحدیث اور فقہ کے تو امام ہی تھے، علم ریاضی، ہیئات، توقیت اور فلسفہ قدیمہ وجدیدہ (سائنس) پر بھی آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، پچاس سے زیادہ علوم وفنون میں ایک ہزار کے قریب آپ کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف حواشی اور تعلیقات آپ کی جلالت علمی پر شاہد عدل ہیں۔ آپ کے فتاویٰ کی بارہ ضخیم جلدیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں، جو جدید ترتیب وترجمہ کے ساتھ تیس جلدوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

آپ نے اپنی تصانیف میں جو احادیث نقل کی ہیں ان کو دستیاب تصانیف سے اخذ کر کے فاضل جلیل حضرت مولانا محمد حنیف خاں مصباحی بریلوی نے مرتب کر کے دس جلدوں میں شائع کر دیا ہے، جن میں آخر کی تین جلدیں تفسیری مضامین پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب امام احمد رضا کے محدثانہ مقام کو سمجھنے کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

یوں ہی فاضل نوجوان مولانا محمد عیسیٰ رضوی دیناجپوری نے ’امام احمد رضا اور علم حدیث‘ کے نام سے چھ (۶) جلدوں میں ایک مجموعہ احادیث مرتب فرمایا ہے، جس کی تین جلدیں رضوی کتاب گھر مٹیا محل دہلی سے شائع ہو چکی ہیں۔ باقی جلدیں منتظر طبع ہیں۔

موصوف نے فتاویٰ رضویہ اور دیگر تصانیف کو سامنے رکھ کر احادیث کو لیا ہے اور فہرست موضوع کے اعتبار سے بنائی ہے۔ یہ کتاب بھی امام احمد رضا کے محدثانہ مقام کو آشکارا کررہی ہے۔ ہر ہر کتاب کا تعارف بھی مرتب نے قلم بند کردیا ہے جو ایک خاص چیز ہے۔

امام احمد رضا سے متعلق یہ باتیں مزید نوٹ کرنے کے لائق ہیں کہ آپ نے تقریباً چودہ سال کی عمر میں علوم مردجہ سے فراغت پالی تھی، اور مسند افتا پر بیٹھ کر فتوے کا کام شروع کردیا تھا۔آپ نے تمام علوم اپنے والد گرامی عمدۃ المحققین حضرت مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) سے ہی حاصل کیے۔ ابتدائی تعلیم مولانا مرزا غلام قادر بیگ سنی بریلوی علیہ الرحمہ سے حاصل کی، اور ریاضی کی تعلیم مولانا عبدالعلی رامپوری سے اور علم تکسیر وغیرہ میں تاجدار مارہرہ قطب ارشاد حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۲۴ھ) سے اِستفادہ فرمایا۔

آپ نے مدۃ العمر کبھی کسی مدرسہ یا اسکول میں داخلہ لے کر تعلیم حاصل نہیں کی۔شہر سے باہر کہیں کسی مدرسہ میں جا کر تعلیم حاصل کرنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔اسی لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کا علم لدنی تھا۔بعض لوگ اس سلسلے میں بالکل بے بنیاد اور بے دلیل باتیں اپنی طرف سے گڑھ کر لکھتے اور صریح جھوٹ بولتے ہیں۔انصاف پسند حضرات اور اہل علم و تحقیق کو کم از کم اس قسم کی سنی سنائی باتوں پر قطعاً توجہ نہیں دینی چاہیے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ چونکہ اپنے عہد کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ ذمہ دار عالم تھے، مفتی شرع تھے، اور مجدد ملت بھی، اس لیے آپ نے وقت کے تمام ہی فتنوں کا سد باب کیا، اور تمام گمراہ فرقوں کا رد کرتے ہوئے مسلک اہلسنّت و جماعت کی بھرپور تائید وحمایت فرمائی، یعنی اسلاف کرام اور بزرگان دین ہی کے مسلک کی ترجمانی کی۔

مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی نے جب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے آپ نے ہی اس کا شدید رد فرمایا، اور اس کے خلاف متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ یوں ہی آپ کے صاحب زادگان اور خلفا و تلامذہ نے بھی اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اور اس سلسلے میں تصانیف یادگار چھوڑیں۔

اسی طرح جب روافض نے سر ابھارا، صحابہ کرام کی توہین کی، اپنے گمراہ کن عقائد کا پرچار کیا تو اعلیٰ حضرت نے ان کا بھی رد کیا، اور متعدد کتابیں ان کے رد میں تصنیف کیں۔ یوں ہی شیعوں کے ایک فرقہ مفضّلہ کا بھی رد فرمایا، جو تفضیل علی کا قائل تھا یعنی حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو تمام صحابہ سے افضل مانتا تھا۔

قرآن پاک کے تراجم تو فارسی اور اردو میں بہت منظر عام پر آئے اور آرہے ہیں مگر آپ نے عشق و ایمان میں ڈوب کر جو ترجمۂ قرآن کنز الایمان اپنے خلیفہ وتلمیذ صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۶۷ھ) [مصنف بہار شریعت وفتاویٰ امجدیہ] کے ہاتھوں قلم بند کرایا ہے وہ علوم ومعارف اور عشق ومحبت کا گنجینہ ہے۔ اس کی سطر سطر آپ کے علمی مقام ومرتبے کی سچی تصویر ہے۔ اس ترجمے کو دیکھنے کے بعد تمام دیگر تراجم پھیکے نظر آتے ہیں۔

آپ کا یہ ترجمہ ایک طرف اردو زبان وادب کا شاہکار ہے تو دوسری طرف قرآن حکیم کی صحیح ترین ترجمانی کا منہ بولتا ثبوت بھی، نیز ایجاز بیانی میں بھی یہ ترجمۂ قرآن اپنی مثال آپ ہے۔

یہ بات بھی توجہ کے لائق ہے کہ آج پوری دنیا میں کوئی ترجمۂ قرآن کثرتِ اشاعت میں اس کا مقابل نہیں۔ دنیا کی کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ طویل تفسیری مباحث کو چند لفظوں میں سمیٹ کر بیان کرنا بڑے کمال کی بات ہے، اور اس کا ثبوت اہل علم کو 'کنز الایمان' میں جگہ جگہ ملے گا۔

شعر وادب میں آپ نے جو گل بوٹے کھلائے ہیں۔ اور نعتیہ شاعری کے فروغ میں جیسا کچھ نمونہ چھوڑا ہے، اہل علم عش عش کر اٹھتے ہیں اور وجدان جھوم جھوم جاتے ہیں۔ جس کسی کو فن اور کمال سخن وری کا مشاہدہ کرنا ہو وہ آپ کے مجموعۂ کلام 'حدائق بخشش' (اول دوم) کو مطالعہ میں رکھے، اور فیصلہ کرے کہ کیسی کیسی نادر تشبیہات و استعارات سے آپ نے کام لیا ہے، ساتھ ہی عشق و محبت رسول کی کیسی شمع جلائی ہے کہ ایک ایک شعر آتش عشق کو بھڑ کاتا اور تیز کرتا نظر آتا ہے۔ ذرا چند اشعار ملاحظہ کریں اور جذبۂ تحسین کو مہمیز دیں۔

طوبیٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ

مانگوں نعت نبی لکھنے کو روح قدس سے ایسی شاخ

کانٹا مرے جگر سے غم روزگار کا　　　یوں کھینچ لیجیے کہ جگر کو خبر نہ ہو

دنداں کا نعت خواں ہوں نہ پایاب ہوگی آب

ندی گلے گلے مرے آبِ گہر کی ہے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں

کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا

جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اٹھائے کیوں

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص' جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

پل سے اُتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو ۔۔۔ جبریل پَر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو

حدائق بخشش پڑھتے جایئے اور سر دھنتے جایئے۔ وہ روانی وہ سلاست اور حسن ادا کی وہ کرشمہ آرائی کہ زبان و بیان کو بھی پسینہ آئے۔ آج کہا جاتا ہے کہ فنکاری اور شریعت کی پاسداری دونوں کا جمع ہونا ممکن نہیں یا بہت مشکل ہے۔ اس کے جواب میں مذکورہ اشعار پڑھیے اور پھر امام احمد رضا کا یہ شعر سامنے رکھیے جو حقیقت کی غمازی کرتا نظر آرہا ہے ؎

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے
لا اسے پیش جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

امام احمد رضا کی حیات و خدمات کا تو ہر گوشہ اس لائق ہے کہ اس کو دیکھا پڑھا اور سبق حاصل کیا جائے، مگر امام احمد رضا کے تجدیدی کارنامے بطور خاص ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ تجدیدی کارناموں میں سرفہرست یہ بات آتی ہے کہ آپ نے پیارے آقا کی شان میں گستاخی کرنے اور اس کو پھیلانے والوں کو بخشا نہیں، اور کوئی بھی عاشق اپنے محبوب کی ناقدری برداشت نہیں کرسکتا، پھر بھی آپ نے جذبۂ اصلاح کے پیش نظر توبہ ورجوع کی دعوت دی مگر صریح کفریات بکنے والوں نے جب توبہ ورجوع میں اپنی شان گھٹتی محسوس کی اور اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ (اسے گناہوں کی ضد چڑھ گئی) کی بنا پر، اَنا کا شکار ہوگئے اور توبہ ورجوع سے روگردانی کی تو پھر ان پر شرعی حکم لگانا آپ کی دینی ذمہ داری تھی، جسے امام احمد رضا نے بہ احسن وجوہ یعنی اچھی طرح نبھایا۔ بس یہی بات بعض لوگوں کو بڑی ناگوار گزری، اور طرح طرح کے الزامات لگانا شروع کردیے۔

مولانا کوثر نیازی جو ایک غیر جانبدار شخصیت کے حامل تھے، لیکن پرکھنے اور سوچ سمجھ

کر بات کرنے کے عادی تھے، تحریر کرتے ہیں اور سچی بات کہتے ہیں :

'کہا جاتا ہے کہ امام احمد رضا بہت متشدد تھے، انہوں نے اپنی کتابوں میں بڑے بڑے علما اور اکابر کو کافر ٹھہرایا ہے؛ مگر میں کہتا ہوں یہی ایک بات تو انہیں دوسرے مکاتب فکر کے مقابلے میں ممیّز و مشخّص (یعنی ممتاز) کرتی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے یہاں اکثر لوگ انہیں بریلوی نامی ایک فرقے کا بانی سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے مسلک کے اعتبار سے صرف حنفی اور سلفی (یعنی اسلاف کرام کے نقش قدم پر) ہیں اور بس۔ ان کے مقابلے میں جن لوگوں کو دیوبندی کہا جاتا ہے، فقہی مسلک اور اکثر و بیشتر دوسرے مسائل میں وہ بھی وہی نقطہ نظر رکھتے ہیں جو مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ہے، پیری مریدی ان کے ہاں بھی پائی جاتی ہے، فیض قبور کا وہ بھی اعتراف کرتے ہیں، عدم تقلید (غیر مقلدیت) کے وہ بھی مخالف ہیں، امام ابوحنیفہ کی فقہ کو دوسرے تمام فقہی اصولوں پر وہ بھی ترجیح دیتے ہیں۔ اصل جھگڑا یہاں سے چلا کہ ان کے بعض اکابر کی خلافِ احتیاط تحریروں کو امام رضا نے قابل اعتراض گردانا، اور چونکہ معاملہ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر انہیں فتووں کا نشانہ بنایا دیکھا جائے تو یہی فتوے امام بریلوی اور ان کے مکتب فکر کے جداگانہ تشخص کا مدار ہیں۔ جس تشدد کی دہائی دی جاتی ہے وہی ان کی ذات کی پہچان اور پوری حیات کا عرفان ہے۔ وہ فنافی الرسول تھے، اس لیے ان کی غیرتِ عشق احتمال کے درجے میں بھی توہین رسول کا کوئی خفی سے خفی پہلو بھی برداشت کرنے کو تیار نہ تھی۔ دم آخریں اپنے عقیدتمندوں اور وارثوں کو جو وصیت کی وہ بھی یہی تھی کہ :

'جس سے اللہ ورسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ

دیکھو، پھروہ کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہواسے اپنے اندر سے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔..... (وصایاشریف) (۱)

گویا امام احمد رضا عشق رسالت کے داعی تھے اورخود بھی بڑے سچے عاشق رسول تھے۔وہ فرماتے ہیں۔

جان ہے عشق مصطفےٰ روزفزوں کرے خدا

جس کو ہودرد کا مزا نازدوا اٹھائے کیوں

چنانچہ آپ نے عشق کے پرچاراور دشمنان مصطفےٰ کی سرکوبی میں کسی لومۃِ لائم کی پرواہ نہ کی اپنی عزت وآبروکی بھی پرواہ نہ کی ،بس اپنے محبوب ،محبوبِ رب العٰلمین کی مدح وثنا میں رطب اللسان رہے۔انہیں کا گن گاتے رہے،اورساری زندگی عظمت مصطفےٰ سے کھیل کرنے والوں ،ان کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے نبردآزمااور برسرپیکار رہے۔دراصل آپ کا مطمح نظریہ تھا کہ۔

فَــإِنَّ أَبِي وَوَالِدَتِي وَعِرْضِي

لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنكُمْ وِقَاءُ ﷺ

'یعنی میرے ماں باپ اورمیری عزت وآبرو،سرکارمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کے لیے ڈھال ہیں'۔

یہ عشق ہی کی کرشمہ سازی تھی کہ زندگی بھرآپ سنت رسول ہی کی دعوت دیتے رہے اورخود بھی سنتوں کے سخت پابند تھے،مردہ سنتوں کازندہ کرنا بھی آپ کا بڑاکارنامہ ہے، جو سنتیں متروک ہوجاتی ہیں اورشریعت کے جن مسائل پرعمل ترک کردیا جاتا ہے، ان کی تجدیداوراحیا آسان کام نہیں ہوتا پورے ماحول سے ٹکرلینی پڑتی ہے،عوام توعوام اہل علم

---

(۱) امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت ،ص ۱۹،ازمولانا کوثرنیازی،مطبوعہ رضا اسلامک مشن ،بنارس۔

سے بھی معاملہ پڑتا ہے جن کی بے توجہی سے یا کسی مصلحت یا مداہنت کی وجہ سے سنتیں متروک ہوجاتی ہیں تو پھران کی اَنا کا بھی مسئلہ آڑے آتا ہے اورعلم کا طمطراق بھی ان کی پشت پناہی کے لیے میدان میں اتر آتا ہے۔

جمعہ کی اذانِ ثانی کا خارج مسجد کرانا امام احمد رضا کا ایسا ہی کارنامہ ہے جس کے لیے انہیں بڑے جاں گسل حالات سے دوچار ہونا پڑا، لیکن فتح آخر میں عشق اور ہمت مردانہ کو ہی حاصل ہوئی، کیوں نہ ہو کہ امام احمد رضا عشق میں کامل تو تھے ہی، علم وفن کے بھی ایسے بادشاہ تھے کہ ان کے سامنے نہ ان کے عہد میں کوئی آسکا، نہ ہی آج تک ان کا ہم پلہ کوئی نظر آیا۔

امام احمد رضا سنی تھے، اہلسنّت کے امام تھے اورسنتوں کے فروغ میں ہمہ تن مصروف بھی۔آپ کی زندگی کا گوشہ گوشہ اس کا گواہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ بدعات وخرافات اور غلط وغیرشرعی رسم ورواج کے سخت مخالف تھے۔بعض لوگ جوان کا رشتہ بدعت سے جوڑتے ہیں وہ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں یا جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں اور شرماتے بھی نہیں۔ایسے ہی لوگوں پر تنقید کرتے ہوئے مولانا کوثر نیازی رقم طراز ہیں :

> ’کیا ستم ظریفی ہے کہ جو رد بدعات میں شمشیر برہنہ تھا اسے خود حامیِ بدعات قرار دیا گیا، ان کے افکار وفتاویٰ کا مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جتنی سخت مخالفت، خلافِ پیمبر راہ گزینی (یعنی نبی کے راستے کے خلاف چلنے) کی انہوں نے کی شاید ہی کسی اور نے کی ہو۔ان کے ایک معاصر حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ’مرشد کو سجدۂ تعظیمی‘ کے نام سے ایک کتابچہ لکھا تو امام رضا نے ’حرمت سجدۂ تعظیمی‘ کے نام سے اس کا جواب لکھا اور سو سے زیادہ آیات و احادیث سے اسے حرام ثابت کیا‘۔(۱)

---

(۱) امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت، ص ۱۸۔

لیکن افسوس کہ آج قبر کے سوداگروں، ہنود اور بعض جاہلوں کے غلط عمل کو امام احمد رضا بریلوی کی طرف منسوب کرنے کا گھنونا کھیل کھیلا جارہاہے، اور انھیں بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے۔ الحمدللہ اب مطلع صاف ہورہاہے، حقائق سامنے آرہے ہیں اور انصاف پسند حضرات اعترافِ حقیقت پر مجبور ہورہے ہیں۔

قبروں پر چراغاں اور چادر کے متعلق موصوف لکھتے ہیں :

'اسی طرح ہمارے یہاں قبروں پر چراغاں کیا جاتا ہے، مگر امام رضا قبروں، پر چراغ جلانے کو بدعت قرار دیتے ہیں، صرف اس صورت کے جواز کے قائل ہیں کہ جب قبر راستے میں ہو یا مسجد میں، اور اس کی روشنی سے مسافروں اور نمازیوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ آج کل مزاروں پر منوں اور ٹنوں کے حساب سے چادریں چڑھانے کا رواج ہے اور یہ چادریں عام طور پر وزیروں اور امیروں کی دستار بندی میں صرف کی جاتی ہیں، (یا پھر انھیں آمدنی کا ایک ذریعہ بنالیا جاتا ہے)، امام رضا قبر پر صرف ایک چادر چڑھانے کی حد تک اس کے جواز کے قائل ہیں، ڈھیروں چادریں چڑھانے کو بطور رسم جائز نہیں سمجھتے، لکھتے ہیں:

'جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج کو دیں'۔

ناواقف لوگ آج کل کی قوالیوں کو بھی امام رضا کے مکتب فکر کی پہچان قرار دیتے ہیں، مگر آپ نے اپنے رسالہ 'مسائل سماع' میں ان قوالیوں کو ناجائز ٹھہرایا ہے، جنہیں مزامیر کے ساتھ سنا جاتا ہے'۔(۱)

(۱) امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت، ص ۱۸۔

غرضیکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اپنے دور میں پائی جانے والی تمام خلاف سنت روایات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور تمام بدعات وخرافات کے خلاف قلمی جہاد فرمایا، تفصیل کے لیے مولانا یٰسین اختر مصباحی کی کتاب 'امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات' کوملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی مجدد ومصلح امت کے ارشادات وتعلیمات کا ایک مختصر مجموعہ 'ارشادات اعلیٰ حضرت' بھی ہے جس کو عام فہم انداز میں تلخیص وترجمہ کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے جو راقم الحروف کے ابتدائی دور کے مطالعہ کا خلاصہ ہے، اسے بھی عام کرنے گھر گھر پہنچانے کی ضرورت ہے، تاکہ اس مجددِ برحق اور امام عشق ومحبت کی تعلیمات عام ہوں اور قوم کی اصلاح بھی ہوسکے۔

ذیل میں امام موصوف کے اصلاحی اور تجدیدی کارناموں کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے جس سے انصاف پسند حضرات بخوبی اندازہ لگاسکیں گے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی فکر کیا تھی اوران کا موقف ومسلک کیا تھا۔ امید کہ سنی سنائی باتوں کے مقابلے میں حقائق کو اہمیت اور ترجیح دی جائے گی۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے یہ افکار ان عقیدت مندوں کے لیے بھی درس عبرت و قابل عمل ہیں جو اعلیٰ حضرت سے عقیدت ومحبت کا تو خوب اظہار کرتے اوران کے مسلک کا نعرہ بھی لگاتے ہیں لیکن عمل کے میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ آج افکارِ رضا کو عام کرنے کی بھی ضرورت ہے اوران پر عمل کرنے کی بھی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے عہد میں جن اصلاحی افکار کو عام کیا تھا اور ردّ بدعات ومنکرات میں جو نمایاں کارنامہ انجام دیا تھا ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے۔ قبولِ حق کے لیے دل کے دروازے کھول کر انھیں ملاحظہ کیا جائے۔

شریعت وطریقت

بعض جھوٹے صوفی شریعت وطریقت میں تفریق کرتے ہیں تا کہ ان کو کھل کر بد عملی بلکہ بے عملی کا موقع مل جائے۔ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

’شریعت تمام احکام جسم و جان و روح وقلب اور جملہ علوم الٰہیہ و معارف نا متناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ٹکڑے کا نام طریقت ومعرفت ہے، ...... ولہذا باجماع قطعی جملہ اولیاے کرام تمام حقائق کوشریعت مطہرہ پر عرض (پیش) کرنا فرض ہے، اگر شریعت کے مطابق ہوں حق ومقبول ہیں ورنہ مردود ومخذول ......پھر فرماتے ہیں :

طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کی اتباع کا صدقہ ہے، ورنہ بے اتباعِ شرع بڑے بڑے کشف راہبوں جوگیوں سناسیوں کو ہوتے ہیں پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نار جحیم (جہنم کی آگ) وعذابِ الیم (دردناک عذاب) تک پہنچاتے ہیں ......شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی (بلند) ہے۔

تفصیل کے لیے ’مقال عرفا باعزازِ شرع وعلما‘ از امام احمد رضا کا مطالعہ کریں۔ مذکورہ اقوال اسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

کفر بکنے والوں کا حکم

جو کہے: ’اگر ہندو ہوتے تو بہتر تھا یہ تیس روزے تو نہ رکھنے پڑتے‘۔ یا جو کہے: ’یہ تیس روزے نہیں پوری قید ہے‘ تو ان کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

یہ دونوں شخص یقیناً کافر مرتد ہیں، اگر عورت رکھتے ہوں تو ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں، ان عورتوں کو اختیار ہے کہ بعد عدت جس سے چاہیں نکاح کرلیں۔

یہ کافر اگر توبہ نہ کریں از سر نو اسلام نہ لائیں تو مسلمانوں کو ان سے میل جول حرام، سلام کلام حرام، بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے جانا حرام، مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت حرام، انہیں غسل دینا حرام، ان پر نماز پڑھنا حرام، ان کا جنازہ کندھے پر رکھنا حرام، جنازے کے ساتھ جانا حرام، مقابر مسلمین (مسلمانوں کے قبرستان) میں دفن کرنا حرام'۔(۱)

فاسق میلاد خواں کا حکم

تارکِ نماز، شرابی، داڑھی کتروانے یا منڈوانے والوں اور موضوع روایات بیان کرنے والوں سے میلاد شریف پڑھوانا اور ان کو منبر پر جگہ دینا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

'افعال مذکورہ سخت کبائر ہیں۔ ان کا مرتکب اشد فاسق و فاجر و مستحق عذاب یزدان و غضب رحمٰن۔ اسے منبر و مسند پر کہ حقیقۃً مسند حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے تعظیماً بٹھانا اس سے مجلس پڑھوانا، حرام ہے۔ روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام، سننا بھی حرام ایسی مجالس سے اللہ عزوجل و حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمالِ ناراض ہیں، ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحقِ غضب الٰہی ہیں'۔(۲)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج۶/۱۲۹۔

(۲) فتاویٰ رضویہ، جلد نمبر۱۰، ص۲۱۸۔

کفار کے میلوں میں جانا

ہندوؤں کے میلوں دسہرہ وغیرہ میں جانے کی بابت فرمایا :

'ان کا میلہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقاً ناجائز ہے،......اور اگر تجارت کے لیے جائے تو اگر میلہ ان کے کفر وشرک کا ہے جانا، ناجائز وممنوع ہے کہ اب وہ جگہ ان کا معبد (مندر) ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ۔ اور اگر (میلہ) لہو ولعب کا ہے اور خود اس سے بچے نہ اس میں شریک ہو نہ اسے دیکھے نہ وہ چیزیں جو ان کے لہو ولعبِ ممنوع کی ہوں بیچے تو جائز ہے پھر بھی مناسب نہیں کہ ان کا مجمع، ہر وقت محلِ لعنت ہے تو اس سے دوری ہی میں خیر، اور اگر خود شریک ہو یا تماشا دیکھے یا ان کے لہو ممنوع (ناجائز کھیل) کی چیزیں بیچے تو آپ ہی گناہ و ناجائز ہے'۔(۱)

سجدہ تعظیمی کی حرمت

غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے کہ بریلی والے قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، ہوسکتا ہے کچھ لوگ کرتے ہوں، ہم ان کے ذمہ دار نہیں، ہاں مگر تاجدار بریلی امام احمد رضا قدس سرہ اس کے ہرگز قائل نہیں، نہ ان کے ماننے والے ایسی حرکت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں :

'مسلمان! اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابعِ فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عَزَّ جَلالُہٗ کے سوا کسی کے لیے نہیں، اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرکِ مُہین وکفرِ مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ

---

(۱) عرفان شریعت اول، ص ۲۷ - ۲۸۔

بالیقین، اس کے کفر ہونے میں اختلافِ علمائے دین، ایک جماعت فقہا سے تکفیر (کافر کہنا) منقول اور عند التحقیق کفر صوری (یعنی صورتاً کفر) پر محمول......

صحابۂ کرام نے حضور کو سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں کفر کا حکم دیں...... معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا...... جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے سجدۂ تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا کیا ذکر'۔(۱)

شرافت قوم پر منحصر نہیں

بہت لوگ اپنی قوم اور برادری پر فخر کرتے ہیں اور شرافتِ عرفی کو بنیاد بنا کر دوسرے مسلمان بھائیوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں :

'شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰاکُمْ تم میں زیادہ مرتبے والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے،...... ہاں! دربارۂ نکاح اس کا ضرور اعتبار رکھا ہے'۔(۲)

یعنی اونچی برادری والے اپنے کو اونچا سمجھتے ہیں تو سمجھیں لیکن خدا کے نزدیک تو وہی اونچا اور شرافت والا ہے جو تقویٰ و پرہیز گاری میں آگے ہے۔ لہٰذا کسی ایک برادری والے کو اس کی ہرگز اجازت نہیں کہ کسی دوسری برادری یا قوم کو حقیر جانے۔ اس سلسلے میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتاویٰ رضویہ ج ۷/۵۹۲، جلد ۳/۲۰۰، ۳۴۶، الملفوظ اول، ص ۱۰۔

---

(۱) الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیۃ، ص ۵۔۱۰، سمنانی میرٹھ۔

(۲) فتاویٰ رضویہ پنجم، ص ۲۹۵۔

محرم میں سوگ اور تعزیہ داری

تعزیہ کی اصل تو بس اتنی تھی کہ روضۂ امام عالی مقام سید الشہد ارضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نقشہ بنا کر بطور یادگار گھروں میں رکھا جاتا جیسے کہ خانۂ کعبہ و روضہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے۔ جیسے یہ جائز وہ بھی جائز، لیکن اب روضۂ امام کے نقشے کے ساتھ طرح طرح کی خرافات نے اس کو ممنوع و ناجائز بنا دیا: مثلاً، اس نقشۂ روضہ امام کو قبر امام عالی مقام سمجھنا، اس سے مرادیں مانگنا، اس کے سامنے جھکنا، اس کا طواف کرنا، باجے تاشے سے اس کا جلوس نکالنا، ہر سال اسے مصنوعی کربلا لے جا کر مال ضائع کرنا، نوحہ خوانی و سینہ کوبی، اور پھر اب نقشے بھی ایسے بنائے جاتے ہیں جو روضۂ امام عالی مقام سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے نئ نئ تراش اور من گڑھت شکلیں بنالی گئی ہیں اور ان کو روضۂ امام سے تشبیہ دی جاتی ہے......اس قسم کی تعزیہ داری ظاہر ہے کہ ناجائز ہے کوئی بھی عقل و ہوش والا اس کے جواز کا قائل نہیں، اس لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی اس کو ناجائز کہا اور اس کے خلاف فتویٰ دیا۔ ملاحظہ ہو رسائل اعلیٰ حضرت: بدر الانوار، رسالہ تعزیہ داری، اور فتاویٰ رضویہ جلد دہم اور الملفوظ شریف جلد دوم، ص ۷۸، عرفان شریعت ،ص ۱۶، وغیرہ۔

سوال ہوا :

(۱) بعض سنت و جماعت عشرۂ محرم (محرم کے دس دنوں) میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

(۲) دس دن کپڑے نہیں اتارتے۔

(۳) ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔

(۴) ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں

دلاتے۔ یہ جائز ہیں یا نا جائز......تو جواب دیا :

'پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے، اور چوتھی بات جہالت ہے ...... ہر مہینے میں ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔(۱)

قوالی مع مزامیر

ڈھول سارنگی کے ساتھ قوالی کا حکم پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا :

'ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہ گار ہیں، اوران سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے، اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے، یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف (کمی) ہو، الخ' (۲)

یہ پورے چار صفحات پر مشتمل تفصیلی فتویٰ ہے جو دلائل سے پُر ہے۔ احکام شریعت کے علاوہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم کے متعدد مقامات پر بھی قوالی مع مزامیر کے بارے میں ممانعت کے احکام مرقوم ہیں۔

عورتوں کا مزارات پر جانا

عورتوں کے مزارات اولیا اور عام قبروں پر جانے کے بارے میں سوالات کے جواب میں ارقام فرمایا :

'عورتوں کے مزاراتِ اولیا، مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔'(۳)

---

(۱) احکام شریعت اول، ص۷۵۔

(۲) احکام شریعت اول، ص۲۹۔

(۳) احکام شریعت دوم، ص۱۸۔

''اَصَح (زیادہ صحیح) یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں'۔(۱)

''غُنیہ' میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا، جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے، اللہ کی طرف سے، اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے، جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے، اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں،......سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں، وہاں کی حاضری البتہ سنتِ جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے۔الخ'۔(۲)

طاقوں پر شہید مرد کا موہوم عقیدہ

بعض لوگ کہتے ہیں فلاں درخت پر شہید مرد ہیں، فلاں طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو چاول شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلاتے ہیں ہار لٹکاتے ہیں، لوبان سلگاتے ہیں، مرادیں مانگتے ہیں، جب اس کے بارے میں سوال ہوا تو جواب میں ارشاد فرمایا :

'یہ سب واہیات خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں، ان کا ازالہ، لازم الخ'۔(۳)

محرم وصفر میں نکاح منع نہیں

عرض کیا گیا: کیا محرم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے؟......تو ارشاد فرمایا :

'نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں۔ یہ غلط مشہور ہے'۔(۴)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۱۶۵۔
(۲) الملفوظ دوم، ص ۱۰۶۔
(۳) احکام شریعت اول، ص ۱۳۔
(۴) الملفوظ اول، ص ۳۶۔

غلط اور موضوع روایات کی تردید

بہت سی غلط روایات کتابوں میں مرقوم ہیں اور کچھ عوام میں مشہور، بعض غوث پاک سے متعلق، بعض خلفاے راشدین صحابہ اور اہل بیت سے متعلق، اور بعض خود سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق، ان تمام روایات اور موضوع احادیث کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے سخت رد فرمایا ہے اور جن کی واقعی کوئی تاویل بن سکتی تھی اس کی تاویل کی ہے۔

اس سلسلے میں مولانا یٰسٓ اختر مصباحی نے اپنی کتاب 'امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات' میں سولہ صفحات تحریر فرمائے ہیں جب کہ استقصا انہوں نے بھی نہیں کیا ہے، یہ مضمون اور اقتباسات اصل کتاب میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں، جو فتاویٰ رضویہ، احکام شریعت، عرفان شریعت، فتاویٰ افریقہ اور الملفوظ سے ماخوذ ہیں۔ غرض ہر غلط بات کی تردید حضرت امام احمد رضا کا طرۂ امتیاز ہے اور اسی میں ان کی شان تجدید کا جلوہ آشکار۔

قرآن خوانی پر اجرت

ثواب رسانی کی نیت سے قرآن مجید پڑھ کر اس پر اُجرت لینا اور دینا جائز ہے یا نہیں؟۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا :

'ثواب رسانی کے لیے قرآن عظیم پڑھنے پر اجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز'۔(۱)

اُجرت پر قرآنی خوانی کرنے اور کرانے والے دونوں سبق لیں۔ آج کل یہ وبا بہت عام ہے، ضروری ہے کہ اس سے بچا جائے۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۲۱۸۔

درود میں اختصار

متعدد فتاوے میں درود شریف 'صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' وغیرہ صیغوں کی جگہ ؐ۔ صلعم۔ ع۔ وغیرہ لکھنے کو ناجائز و بدعت فرمایا۔ ایک سائل نے سوال میں ایسا اختصار لکھا تو اس کو تنبیہ فرمائی:

'سائل کو جوابِ مسئلہ سے زیادہ نافع یہ بات ہے کہ: درود شریف کی جگہ جو عوام وجہال صلعم، یا ع یا م یا ص یا صللم لکھا کرتے ہیں محض مہمل و جہالت ہے۔ **اَلْقَلَمُ اِحْدی اللسانین** (قلم بھی ایک زبان ہے) جیسے زبان سے درود شریف کے عوض مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یوں ہی ان مہملات کا لکھنا درود لکھنے کا کام نہ دے گا ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے'۔(۱)

اعلیٰ حضرت کی 'فتاویٰ افریقہ' میں اس کی مزید تفصیل ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

بزرگوں کی تصویریں

تصویریں جاندار کی ناجائز ہیں اگر بزرگوں کی تصویریں بنائی اور لگائی جائیں اور زیادہ ناجائز اور گناہ، جہالت سے بعض لوگ بزرگوں کی تصاویر تعظیم کے طور پر آویزاں کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، حالاں کہ حکم ایسا نہیں اس قسم کے سوالات کے جواب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے متعدد رسائل تحریر فرمائے: مثلاً، (۱) **عطا یا القدیر فی حکم التصویر . (۲) شفاء الوالِہ فی صُوَرالحبیب و مزارہ ونعالہ . (۳) بدرالانوار فی آدابِ الآثار .**

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ۴/۵۴۔

عطایا القدیر میں تصاویر کی حرمت پر آیات واحادیث سے دلائل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

'بالقصد تصویر کی عظمت وحرمت (عزت) کرنا اسے معظمِ دینی سمجھنا، اسے تعظیماً بوسہ دینا، سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا ،اس کے لائے جانے پر قیام کرنا، اسے دیکھ کر سر جھکانا وغیر ذالک افعال تعظیم بجالانا یہ سب سے اخبث اور قطعاً یقیناً اجماعاً اشد حرام وسخت کبیرۂ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے، اسے کوئی مسلمان کسی حال میں حلال نہیں کہہ سکتا ، اگر چہ لاکھ مقطوع (کٹی ہوئی) یا صغیر (چھوٹی) یا مستور (چھپی ہوئی) ہو، الخ'۔(۱)

مقابر مسلمین کے آداب

آج کل مسلم قبرستانوں کی بے حرمتی عام ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے مقابر مسلمین سے متعلق سوالات ہوئے تو ارشاد فرمایا :

'قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے نہ کہ جوتا پہننا کہ سخت توہینِ امواتِ مسلمین ہے ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں اس میں چلنا جائز ہے، اگر چہ جوتا پہنے ہو۔ قبروں پر گھوڑے باندھنا، چارپائی بچھانا، سونا بیٹھنا سب منع ہے'۔(۲)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں :

'قبور مسلمین پر چلنا جائز نہیں ۔ ان پر پاؤں رکھنا جائز نہیں یہاں تک کہ ائمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ قبرستان میں جو نیا راستہ پیدا ہوا ہو اس میں چلنا حرام ہے،

---

(۱) عطایا القدیر، ص ۶۷۔

(۲) فتاویٰ رضویہ، ۴/ ۱۰۷۔

اور جن کے اقربا ایسی جگہ دفن ہوں کہ ان کے گرد قبریں ہوگئی ہوں اور اسے ان کی قبور تک، اور قبروں پر پاؤں رکھے بغیر جانا ناممکن ہو، دور ہی سے فاتحہ پڑھے اور پاس نہ جائے'۔(۱)

مزید ایک جگہ فرماتے ہیں :

'قبر پر نماز پڑھنا حرام۔قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام۔اور مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا حرام۔قبروں پر مسجد بنانا یا زراعت (کھیتی) وغیرہ کرنا حرام'۔(۲)

فرضی قبروں کا حکم

فرضی اور مصنوعی قبر کے بارے میں سوال کے جواب میں فرمایا :

'قبر بلا مقبور (فرضی قبر) کی زیارت کی طرف بلانا اور اس کے لیے وہ افعال (چادریں چڑھانا وغیرہ) کرانا گناہ ہے'۔(۳)

'فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا، ناجائز و بدعت ہے، اور خواب کی بات خلافِ شرع امور میں مسموع (سننے کے لائق) نہیں ہوسکتی'۔(۴)

'جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی اس کی زیارت کرنی، فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں کہ قبر مسلمان کی زیارت سنت ہے اور فاتحہ مستحب ،اور قبر کافر کی زیارت حرام ہے اور اسے ایصال ثواب کا قصد کفر......تو جو امر سنت و حرام یا مستحب و کفر میں متردد ہو وہ ضرور حرام و ممنوع ہے'۔(۵)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ،۴/۱۰۷۔ (۲) عرفان شریعت،۲/۲۔
(۳) فتاویٰ رضویہ،۴/۱۱۵۔ (۴) ایضاً۔
(۵) فتاویٰ رضویہ،۴/۱۴۱۔

قبر پر شیرینی لے جانا کیسا ہے؟

'مالیدہ وشیرینی خصوصیاتِ عرفیہ میں ہیں، اگر وجوب نہ جانے' حرج نہیں، اورقبر پر لے جانے کی ضرورت نہ اس میں معصیت۔ ہاں اسے شرعاً لازم جانے یا بغیر اس کے فاتحہ کا قبول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے، اس سے احتراز (بچنا) لازم ہے۔اور لے جائے تو شیرینی قبر پر نہ رکھے'۔(۱)

قبر پر لوبان اگر بتی اور چراغ

'عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفسِ قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز (پرہیز) چاہیے اگرچہ کسی برتن میں ہو، (فال بد کی وجہ سے کہ قبر کے اوپر دھواں اٹھنا اچھا نہیں) ...... اورقریبِ قبر سلگانا اگر وہاں نہ کچھ لوگ بیٹھے ہوں نہ کوئی تالی (تلاوت کرنے والا) یا ذاکر ہو بلکہ صرف قبر کے لیے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف واضاعت مال (فضول خرچی اور مال ضائع کرنا) ہے'۔(۲)

تبرکاتِ بزرگان دین سے مال کمانا

'تبرکاتِ شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع (برا) ہے۔ جو تندرست ہو، اعضا صحیح رکھتا ہو، نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو، اُسے سوال کرنا حرام ہے، ...... رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ......غنی یا سکت والے تندرست کے لیے صدقہ (یعنی واجبہ) حلال نہیں'۔(۳)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ:۴/۲۰۸۔ (۲) فتاویٰ رضویہ،۴/۱۴۱۔

(۳) بدرالانوار فی آداب الآثار،ص ۳۵،مطبوعہ مبارک پور۔

دعوتِ میت

کسی کے مرنے کے بعد سوم چہلم وغیرہ میں جو عام دعوت ہوتی ہے، اس پر سخت نکیر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مستقل ایک رسالہ تصنیف فرمایا 'جلیُّ الصوت لِنَهْيِ الدَّعوَة اَمامَ الموت' جو 'دعوتِ میت' کے نام سے شائع ہے۔ اس میں اور دیگر فتاوے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کی ممانعت کی ہے۔ فرماتے ہیں :

'مردہ کا کھانا صرف فقرا کے لیے ہے، عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے، غنی (مالدار) نہ کھائے'۔(۱)

'سوم دہم چہلم وغیرہ کا کھانا مساکین کو دیا جائے، برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کر کے کھلانا بے معنی ہے،......کمافی مجمع البرکات'۔

'موت میں دعوت ناجائز ہے'۔(۲)

قرآن سے فال نکالنا

'قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں: بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں، اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام ......اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز وممنوع ومکروہ تحریمی ہے ......قرآن عظیم اس لیے نہ اتارا گیا۔ ہمارا قول، قولِ مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عندالتحقیق دونوں کا حاصل ایک ہے۔ بالجملہ مذہب یہی ہے کہ منع ہے۔ الخ'۔(۳)

---

(۱) احکام شریعت دوم، ص ۱۶۔

(۲) فتاویٰ رضویہ ۴/۲۲۳۔

(۳) فتاویٰ افریقہ، ص ۱۶۰۔

لہٰذا جن بعض کتابوں میں قرآن سے فال نکالنے کا طریقہ لکھا ہے ہم احناف کے نزدیک صحیح نہیں اس سے بچنا ضروری ہے۔

انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام

’انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام سخت حرام، اشد حرام اور انہیں پہن کر نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام، واجب الاعادہ کہ جائز کپڑے پہن کر نہ پھیرے تو گنہگار مستحقِ عذاب والعیاذ باللہ العزیز الغفار‘۔(۱)

سیاہ خضاب کی حرمت

سوال ہوا کہ سیاہ خضاب لگانا جائز ہے یا نہیں۔تو ارشاد فرمایا :

’سرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور زرد بہتر، اور سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا ’کافر کا خضاب ہے‘۔دوسری حدیث میں ہے۔’اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا‘ یہ حرام ہے۔جواز کا فتویٰ باطل ومردود ہے‘۔(۲)

جوتا پہن کر اور میز پر کھانا

’کھانا کھاتے وقت جوتا اتار لینا سنت ہے۔دارمی وطبرانی وابویعلی وحاکم بافادۂ تصحیح (یعنی حدیث کو صحیح بتاتے ہوئے) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِذَا اَكَلْتُمُ الطَّعَامَ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ وَاِنَّهَا سُنَّةٌ جَمِيْلَةٌ .

---

(۱) فتاویٰ رضویہ ۴۲۲/۳۔ (۲) احکام شریعت، ۷۲/۱۔

یعنی جب کھانا کھانے بیٹھوتو جوتے اتارلوکہ اس میں تمہارے پاؤں کے لیے زیادہ راحت ہےاور یہ اچھی سنت۔

شِرعَۃُ الاسُلام میں ہے :

یَخُلَعُ نعلیہِ عِندَالطَّعَامِ ،یعنی کھاتے وقت جوتے اتارلے۔

جوتا پہنے کھانا اگراس عذر سے ہے کہ زمین پر بیٹھا کھارہا ہےاورفرش نہیں جب توصرف ایک سنتِ مستحبہ کا ترک ہے، اسکے لیے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتار لے،اوراگرمیز پرکھانا ہےاور یہ کرسی پر جوتا پہنےتو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اس سے دور بھاگےاوررسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یادکرے:

مَنُ تَشَبَّہَ بِقومٍ فَھُوَ مِنُھُمُ .

جوکسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔(۱)

(یہ حدیث احمد وابوداؤدوابویعلی اورطبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر سےاورمعجم اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی،دونوں کی سند حسن ہے)

یہ وبا بھی آج کل بہت عام ہے۔حدیث وفقہ پرعمل کرنا،نصاریٰ کی تقلیداورفیشن کو چھوڑنا ہی بہتر،اوراسی میں مسلمانوں کی بھلائی ہے؛ ورنہ وعیدگزری جوجس کی مشابہت کرےاس کا شماراسی میں ہے۔اس سےہمیں اپنے برےانجام کااندازہ لگاناچاہیے۔

آخری چہارشنبہ(آخری بدھ)

ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کی نسبت جو یہ مشہور ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں غسل صحت فرمایااسی بناپرتمام ہندوستان کے مسلمان اس دن کوروزعید سمجھتے،

---

(۱) فتاویٰ افریقہ،ص ۳۸،فاروقیہ بک ڈپو،دہلی:۵۲،۵۳۔

غسل اور اظہار فرح و سرور کرتے ہیں، شرع مطہر میں اس کی اصل ہے یا نہیں؟......اس کے جواب میں ارشاد فرمایا :

'یہ محض بے اصل ہے'۔(۱)

'آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت یابیِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے'۔(۲)

پیر سے پردہ:

بہت سے پیر مریدہ عورتوں سے پردہ نہیں کرتے۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال ہوا تو جواب دیا :

'بیشک ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے، جس کا اللہ و رسول نے حکم دیا ہے جَلّ جلا لُه و صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و اٰله وسلم ...... **بیشک پیر مریدہ کا محرم نہیں ہو** جاتا، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کرامت کا پیر کون ہوگا؟......اگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہو جاتا تو چاہیے تھا کہ نبی سے اس کی امت میں سے کسی عورت کا نکاح نہ ہو سکتا'۔(۳)

فتاویٰ رضویہ دہم اور احکامِ شریعت وغیرہ میں بھی متعدد مقامات پر اس قسم کے اِرشادات موجود ہیں۔

---

(۱) عرفان شریعت، ۲/ ۳۷۔
(۲) احکام شریعت، ۲/ ۴۲۔
(۳) مسائل سماع، مطبوعہ لاہور، ص ۲۴۔

ضروریاتِ دین کے منکر کا حکم

’فی الواقع جو بدعتی (بد مذہب) ضروریاتِ دین میں سے کسی شئے کا منکر ہو باجماعِ مسلمین قطعاً کافر ہے اگر چہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے لاکھ پہاڑ سونے کے راہ خدا میں دے...... لا واللہ، ہرگز ہرگز کچھ قبول نہیں، جب تک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے‘۔(۱)

پیغمبر اور ولی اللہ سے مدد مانگنا

سوال ہوا کہ خدا کے پیغمبروں اور ولیوں سے مدد چاہنا ان کو مصیبت کے وقت پکارنا جائز ہے یا نہیں تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

’جائز ہے جب کہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذنِ الٰہی وَالْمُدَبّراتِ اَمْراً (کاموں کی تدبیر کرنے والوں) سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا، اور اللہ عزوجل کے دیے بغیر کوئی ایک حبّہ نہیں دے سکتا، ایک حرف نہیں سن سکتا پلک نہیں ہلا سکتا، اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی وحرام ہے، اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلاشبہہ جائز ہے‘۔

جامع ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو یہ دعا تلقین فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہیں۔

---

(۱) اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام، مطبوعہ بریلی ۱۳۴۵ھ، ص ۱۵۔

یا محمّدُ اِنّی اَتوَجَّہُ بِکَ الیٰ رَبّی فِی حَاجَتی ھٰذِہٖ لِیُقْضیٰ لِیُ .

یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں منہ کرتا ہوں تا کہ میری یہ حاجت پوری ہو......اور بعض روایات میں ہے۔

لِتَقْضِیَ لِی یَارسولَ اللّٰہِ تا کہ حضور میری یہ حاجت پوری فرمادیں۔

ان نابینا نے بعد نماز یہ دعا کی فوراً آنکھیں کھل گئیں‘۔(۱)

قبرِ ولی پر چادر

بزرگان دین کی قبروں پر چادریں ڈالنے سے متعلق سوال پر تحریر فرمایا کہ عوام کی نگاہوں میں مزارات اولیا کی وقعت پیدا کرنا مقصود ہوتو جائز ہے اس سے ممانعت نہ چاہیے، پھر فرمایا :

’چادروں کے سبز و سرخ ہونے میں بھی کوئی حرج نہیں، بلکہ ریشمی ہونا بھی روا کہ وہ پہننا نہیں، البتہ باجے ناجائز ہیں، اور جب چادر موجود ہواور وہ ہنوز پرانی یاخراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہوتو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے، بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج کو دیں۔

ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زائد ہو خدام ،مساکین حاجت مند لے لیتے ہیں اوراس نیت سے ڈالے تو مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تصدُّق ہوگیا‘۔(۲)

---

(۱) احکام شریعت، ۱۶/۱۔

(۲) احکام شریعت، ۷/۱، کانپور۔

لہٰذا جہاں ایسا نہیں اور نہ اس نیت سے یہ زائد چادریں ڈالی جائیں تو یقیناً فضول ہوئیں ان سے بچنا ضروری اور اس دام کو صاحب مزار کے ایصالِ ثواب کے لیے صدقہ کرنا بہتر۔

آتش بازی

'آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب براءت میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضیع مال (مال ضائع کرنا) ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا۔ قال اللہ تعالیٰ:

ولاتُبَذِّرْ تبذِیراً ، اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کانُوْا اِخْوانَ الشَّیٰطِیْنِ وکانَ الشَّیطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْراً o (بنی اسرائیل:۱۷/۲۶،۲۷)

(اور فضول نہ اُڑا، بے شک اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے) [کنزالایمان] (۱)

انگریزی پڑھنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم یہ تھا کہ دینی عقائد کی ضروری معلومات کے بعد کوئی بھی زبان پڑھی جاسکتی ہے دینی مقاصد کے لیے ہو تو بہتر ہے اور دنیاوی منافع کی غرض سے ہو تو مباح، چنانچہ آپ سے سوال ہوا۔ انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ جواباً ارشاد فرمایا:

'ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے اجر پائے گا اور دنیا کے لیے صرف زبان سیکھنے یا حساب اقلیدس جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں

(۱) ہادی الناس فی رسوم الاعراس، ص۲، وفتاویٰ رضویہ جلد دہم، ص۷۷۔

بشرطے کہ ہمہ تن اس میں مصروف ہوکر اپنے دین وعلم سے غافل نہ ہوجائے ورنہ جو چیز اپنا دین وعلم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے، اسی طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکارِ وجودِ آسمان وغیرہ درج ہیں اُن کا پڑھنا بھی روانہیں ۔‘(۱)

اورسوال ہوا ایسی انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور بعض انگریزی خواں کہتے ہیں مولوی لوگ کیا جانتے ہیں کیا اس لفظ سے علم کی حقارت نہیں ہوئی اگر ایسا کہے تو کافر ہوگا یا نہیں؟ ۔تو اس کے جواب میں تحریر فرمایا :

’ایسی انگریزی پڑھنا جس سے عقائد فاسد ہوں اور جس سے علمائے دین کی توہین دل میں آئے انگریزی ہو خواہ کچھ ہو ایسی چیز پڑھنا حرام ہے ۔اور یہ لفظ کہ ’مولوی لوگ کیا جانتے ہیں‘ اس سے ضرور علما کی تحقیر نکلتی ہے اور علمائے دین کی تحقیر کفر ہے‘ ۔(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک مطلق انگریزی کی تعلیم منع نہیں، ہاں جب یہ تعلیم اسلام کے خلاف عقائد اپنانے کا سبب بنے اس وقت ضرور منع ہے۔

غازی میاں کا بیاہ

ہندوستان میں بہت سے مقامات پر حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ بیاہ کی رسم منائی جاتی ہے اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں :

’غازی میاں کا بیاہ کوئی چیز نہیں، محض جاہلانہ رسم ہے، نہ ان کے نشان کی کوئی اصل‘ ۔(۳)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد دہم اول، ص ۹۹، مطبوعہ بیسل پور۔

(۲) فتاویٰ رضویہ ۶/۲۴، مبارک پور۔

(۳) فتاویٰ رضویہ: جلد ۱۰/۱۸۹۔

لڑکوں کے سر پر چوٹی

بعض لوگ اپنے بچوں کے سر پر کسی بزرگ کے نام پر چوٹی چھوڑتے ہیں، اس کے خلاف اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں :

'لڑکوں کے سر پر چوٹی رکھنی ناجائز اور فعل مذکور رسومِ ملعونۂ کفار (کافروں کی ملعون رسموں) سے تَشَبُّہ (مشابہت) ہے جس سے احتراز (بچنا) لازم'۔(۱)

نوشہ کا سہرا

نوشہ کو سہرا باندھنا نیز باجے گاجے کے ساتھ بارات کا جلوس نکالنا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ملاحظہ ہو :

'خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے۔ اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں'۔(۲)

خالی پھولوں کی قید سے معلوم ہوا کہ ہندووں کی طرح چمکی اور پنک کا سہرا صحیح نہیں جیسا کہ بعض جہال کو دیکھا جاتا ہے، البتہ جو مطلق سہرے کو کفر و شرک کہتے ہیں وہ شریعت مطہرہ میں اپنے نفس کو دخل دیتے ہیں، اور بلا وجہ مسلمانوں کو گنہ گار بتاتے ہیں۔

دَف بجانا سہرے پڑھنا

'ہاں! شرعِ مطہر نے شادی میں بغرضِ اعلانِ نکاح صرف دَف کی اجازت دی ہے، جب کہ مقصودِ شرع سے تجاوز کر کے لہوِ مکروہ و تحصیلِ لذتِ شیطانی کی

---

(۱) فتاویٰ رضویہ: جلد ۱۰/۵۴۔ مطبوعہ بیسل پور۔

(۲) الملفوظ: ۱/۳۸۔ رضوی کتاب گھر کا صفحہ: ۷۰۔

حدود تک نہ پہنچے۔ ولہٰذا علما شرط لگاتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے (یعنی ساز کے طریقے پر نہ ہو) تال، سَم کی رعایت نہ ہو، نہ اس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مُطرِب (راگ پیدا کرنے والے) وناجائز ہیں۔ پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے، نہ شرف والی بیبیوں (یعنی عزت دار عورتوں) کے مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی بچیاں یا باندیاں اس کو بجائیں۔ اور اگر اس کے ساتھ کچھ سیدھے سادے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلاً نہ فحش (بیہودہ) ہو نہ کوئی بے حیائی کا ذکر، نہ فسق وفجور کی باتیں۔ نہ مجمعِ زناں (عورتوں کے مجمع) یا فاسقان میں عشقیات کے چرچے۔ نہ نامحرم مَردوں کو نغمہ عورات کی آواز پہنچے۔ غرض ہر طرح منکَراتِ شرعیہ ومَظانِ فتنہ سے پاک ہوں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں'۔(۱)

محفل میلاد اور شرینی

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ بغیر مٹھائی' شیرینی کے محفل میلاد پاک نہیں ہوسکتی' یہ غلط ہے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

'یہ سمجھنا محض غلط ہے کہ بغیر شیرینی کے ثواب نہ ہوگا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ شریفہ کا ذکر اقدس ویسے ہی موجبِ ثواب نہیں۔ ہاں شیرینی میں ثواب زیادہ ہے کہ ذکر شریف کے ساتھ صدقۂ فقرا وہدیۂ اَحبّا (دوستوں کو ہدیہ) بھی شامل ہوگیا، قربتِ بدنی (بدنی عبادت) کے ساتھ قربتِ مالی (مالی عبادت) بھی ہوگئی'۔(۲)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ: ۱۰/۷۷،۷۸۔

(۲) فتاویٰ رضویہ: ۱۰/۱۸۹۔

فاتحہ میں ثواب ہر دن برابر ہوتا ہے

فاتحہ وایصالِ ثواب کے لیے تیسرا دن یا چالیسواں دن ہونا ضروری نہیں یہ تخصیصاتِ عرفی ہیں، لوگوں نے اپنی آسانی کے لیے انھیں مقرر کر رکھا ہے کہ اس طرح ان دنوں میں فاتحہ ہو جاتا ہے؛ ورنہ بھول ہی جائیں۔ ہاں اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ انھیں دنوں میں ثواب پہنچے گا باقی دنوں میں نہیں تو یہ ضرور غلط ہے، اس بارے میں اعلیٰ حضرت کا ارشاد ملاحظہ ہو :

'اگر (کوئی) یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے ہی دن پہنچتا ہے یا اس دن زیادہ پہنچے گا اور روز کم، تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے۔ اسی طرح چنوں کی کوئی ضرورت نہیں (یعنی ضروری نہیں) نہ چنے بانٹنے کے سبب کوئی برائی پیدا ہو'۔ (۱)

یعنی فاتحہ کے لیے چنے لازم نہیں بغیر اس کے بھی فاتحہ ہو سکتا ہے اور اگر کسی نے چنوں کا اہتمام کر لیا تو اس میں کچھ برائی بھی نہیں، کسی مباح یا امر خیر کو بلا وجہ برا کہنا خود ایک برائی ہے۔

فاتحہ میں کھانا سامنے رکھنے کا مسئلہ

کچھ لوگ یہ سوچتے ہیں کہ فاتحہ کا کھانا یا شیرینی سامنے ہونا ضروری ہے اس کے بغیر فاتحہ نہ ہوگا، حالاں کہ ایسا نہیں اس کا بیان اعلیٰ حضرت کے ایک فتوے میں ملاحظہ کریں :

'بات یہ ہے کہ فاتحہ، ایصالِ ثواب کا نام ہے اور مومن کو عمل نیک کا ایک ثواب تو اس کی نیت کرتے ہی حاصل اور کیے پر دس ہو جاتا ہے۔

---

(۱) الحجۃ الفائحۃ: ۱۴...... فتاویٰ رضویہ: ۱۹۳/۴۔ و ۱۴۲/۱۰۔

رہا کھانا دینے کا ثواب وہ اگر چہ اس وقت موجود نہیں تو کیا ثواب پہنچانا شاید ڈاک یا پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا ہوگا کہ جب تک وہ شے موجود نہ ہو کیا بھیجی جائے، حالاں کہ اس کا طریقہ صرف جنابِ باری میں دعا کرنا ہے کہ وہ ثواب میت کو پہنچائے۔ ہاں اگر کسی کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے‘۔(۱)

کھانا سامنے رکھنے سے یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ اس کو سامنے رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے، البتہ اگر کوئی جہالت میں ایسا سوچے تو ضرور غلط ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مذکورہ فتوے میں صراحت فرمائی ہے۔

قبروں کو جھک کر سلام کرنا

بزرگوں کی قبروں کو بوسہ دینے اور ان کو بوقت حاضری جھک کر سلام کرنے سے متعلق اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

’قبر کو بوسہ مذہب راجح میں ممنوع ہے، اور یوں ہی جھک کر سلام کرنا بھی، لیکن ان میں کوئی کفر وشرک نہیں، ان کو کفر وشرک کہنا وہابیہ کا غلو ہے‘۔(۲)

طوافِ مزار اور بوسہ کا حکم

کچھ لوگ مزاراتِ اولیاے کرام کا طواف کرتے ہیں اگر یہ بہ نیت عبادت ہے تو بہر حال شرک ہے لیکن بہ نیت تعظیم بھی منع ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا فتویٰ ملاحظہ کریں:

---

(۱) فتاویٰ رضویہ: ۱۹۴/۴۔

(۲) فتاویٰ رضویہ: ۶۶/۱۰۔

'مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطّواف (طواف کے ذریعہ تعظیم کا اظہار) مخصوص بہ خانۂ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ نہ دینا چاہیے، علما اس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا۔ اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں، اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شریعت میں ممانعت نہ آئی، اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہوسکتی'۔(۱)

حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، حقیقی بھائی ہیں

سوال ہوا کہ حنفی مرد کے نکاح کے گواہوں میں ایک شافعی ہوتو نکاح ہوگا یا نہیں، تو جواب ارشاد فرمایا :

'حنفی کا نکاح ہوجائے گا اگرچہ وکیل و گواہ اور قاضی و ولی و زوجہ سب کے سب شافعی یا مالکی یا حنبلی یا مختلف ہوں یعنی ان میں کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی، یوں ہی ان تینوں مذہب والوں کا نکاح صحیح ہے، اگرچہ باقی لوگ دوسرے تین مذہب کے ہوں۔ چاروں مذہب والے حقیقی عینی بھائی ہیں'۔(۲)

کئی آدمی کا بہ آوازِ بلند قرآن پڑھنا

بعض جگہ قرآن خوانی میں یا دیگر مواقع پر چند آدمی ایک ساتھ بہ آواز قرآن پڑھتے ہیں اس کا حکم بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں :

'اس حالت میں لازم ہوگا کہ سب آہستہ پڑھیں، قرآن مجید میں منازعت (ٹکراؤ) کہ سب اپنی اپنی بآواز پڑھیں اور ایک دوسرے کی نہ سنیں ناجائز وحرام

(۱) فتاویٰ رضویہ:۴/۸۔ مطبوعہ مبارک پور۔ و۴/۲۱۳۔

(۲) فتاویٰ افریقہ:۶۹۔ فاروقیہ بکڈپو، دہلی۔

ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ o

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور بالکل چپ رہو، اس امید پر

کہ رحمت کیے جاؤ'۔(۱)

مزاراتِ اولیا پر سر کے بال اُتارنا

بعض عورتیں اپنے بچوں کے سر پر کسی بزرگ کی چوٹی چھوڑتی ہیں اس کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

'جو بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیاے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی میعاد (مدت) مقرر کرتی ہیں اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر میعاد گزار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے'۔(۲)

ستر دیکھنے سے وضو نہیں جاتا

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنا ستر عورت دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یوں ہی غیر کا حالاں کہ ایسا نہیں، اس کی وضاحت ملاحظہ ہو :

'اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے اصلاً وضو میں خلل نہیں آتا، یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے، ہاں پرایا ستر بالقصد دیکھنا حرام ہے اور نماز (کی حالت) میں اور زیادہ حرام اگر قصداً دیکھے گا نماز مکروہ ہوگی اور اتفاقاً نگاہ پڑ جائے پھر نظر پھیر لے یا آنکھیں بند کر لے تو حرج نہیں'۔(۳)

---

(۱) فتاویٰ افریقہ:۴۴۔ (۲) فتاویٰ افریقہ:۸۳۔

(۳) فتاویٰ افریقہ:۱۰۴۔

ایمان کی آزمائش

'ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم (مقدم رکھنا)۔تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو جیسے تمہارے ماں باپ، تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب (ساتھی)، تمہارے مولوی، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد (کوئی بھی ہو)۔ جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کریں، اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے، فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو، نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا، جب یہ شخص انھیں کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ (تعلق) رہا۔اس کے جبے، عمامے پر کیا جائیں۔کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نامِ علم وظاہری فضل کو لے کر کیا کریں۔کیا بہتیرے پادری بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے؟ اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر

برا مانا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لِلّٰہ تمہیں انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن وحدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔

مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا؟ اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر (باپ) ہی کیوں نہ ہو۔ کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا؟ اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر (بیٹا) ہی کیوں نہ ہو۔ للہ اپنے حال پر رحم کرو۔(۱)

اس سلسلے میں مزید تفصیلات کے لیے امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات۔ از: مولانا یٰسین اختر مصباحی، ارشادات اعلیٰ حضرت۔ از: محمد عبدالمبین نعمانی، تعلیمات اعلیٰ حضرت۔ از: مولانا محمد میکائیل ضیائی، خوب و ناخوب۔ از: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، فاضل بریلوی اور اُمورِ بدعت۔ از: سید فاروق القادری اور فیضانِ اعلیٰ حضرت۔ از: مولانا محمد عیسیٰ رضوی ملاحظہ کریں۔ میں نے عطر کشید کرنے کی کوشش کی ہے، اور بخوف طوالت بہت سے مباحث کو چھوڑ دیا ہے تاکہ کم وقت میں بہ آسانی ان ارشادات وافکار کا مطالعہ کیا جا سکے، اور مجدد اُمت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی تعلیمات وارشادات عام ہوسکیں اور غلط فہمیاں دور کی جا سکیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ راقم الحروف کی کتاب ارشادات اعلیٰ حضرت جدید ترتیب واضافے کے ساتھ جلد ہی سامنے آنے والی ہے۔

---

(۱) تمہید ایمان، از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ: ۶، ۷۔ مطبوعہ لاہور۔